

انگریزی زبان میں اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے مورخین کی نظر میں دکنی ادب کا جائزہ

AN EVALUATION OF DAKHNI LITERATURE IN THE VIEWS OF HISTORIANS OF URDU LITERATURE WRITING IN ENGLISH

Mushatq Ahmad

PhD Scholar Urdu

National College of Business and Administration & Economics Sb campus Bahawalpur

mushtaqkharal46@gmail.com

Dr. Muzammil Bhatti

Professor Department of Urdu

National College of Business and Administration & Economics Sb campus Bahawalpur

Abstract:

Dakhni literature has long remained a subject of debate among historians of Urdu literature, with some scholars recognizing its significance and others paying comparatively little attention to it. The treatment of Dakhni literature by historians writing in English reflects these differing perspectives. Ram Babu Saksena, the first historian of Urdu literature in English, did not accord substantial importance to the nearly three centuries of Dakhni literary production. In contrast, Graham Bailey made a remarkable effort to provide a detailed account of this literary tradition in his A History of Urdu Literature, including information about several writers whose works were no longer available. Muhammad Sadiq largely followed Saksena's approach and contributed little new information regarding Dakhni literature, while Ralph Russell omitted this period altogether from his historical narrative. Ali Jawad Zaidi, however, sought to offer a more comprehensive assessment and claimed to explore previously neglected aspects of Dakhni literary history. Although his work enriches the understanding of the field, he also incorporated the literature of Gujarat into his discussion of Dakhni literature, a decision that arguably required separate treatment. This study critically examines the views of major English-language historians of Urdu literature and analyzes their varying approaches to the representation and evaluation of Dakhni literature.

Keywords: Dakhni Literature; Urdu Literary Historiography; English-Language Histories of Urdu Literature; Literary Criticism; Urdu Literary Tradition

تمہید

اردو ادب کی تاریخ نویسی ایک اہم علمی روایت ہے جس کے ذریعے مختلف ادوار، ادبی تحریکات اور تخلیقی رجحانات کو محفوظ اور منظم انداز میں پیش کیا جاتا ہے۔ اردو زبان و ادب کے ارتقا میں دکنی ادب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ اردو کی ابتدائی ادبی تخلیقات دکن ہی میں سامنے آئیں اور یہیں اردو نے باقاعدہ ادبی زبان کی صورت اختیار کی۔ دکنی شعر اور نثر نگاروں نے نہ صرف اردو زبان کے ابتدائی خدوخال متعین کیے بلکہ اس کے ادبی سرمایے میں بھی گراں قدر اضافہ کیا۔ اس کے باوجود اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے مورخین کے ہاں دکنی ادب کی اہمیت، حدود اور ادبی مقام کے تعین میں یکسانیت نظر نہیں آتی۔ بعض مورخین نے اس عہد کو اردو ادب کی بنیاد قرار دیا ہے، جبکہ بعض نے اسے مختصر انداز میں بیان کیا یا اس کے کئی اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا۔

خصوصاً انگریزی زبان میں اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے مورخین کے ہاں دکنی ادب کی تفہیم اور پیش کش مختلف انداز اختیار کرتی ہے۔ رام بابو سکسینہ، گراہم بیلی، محمد صادق، رالف رسل اور علی جوادی زیدی جیسے مورخین نے دکنی ادب کو اپنی اپنی فکری ترجیحات، تحقیقی ذرائع اور تاریخی نقطہ نظر کے مطابق بیان کیا ہے۔ بعض نے دکنی ادب کے شعر اور ادبی متون کا تفصیلی جائزہ پیش کیا، جبکہ بعض نے صرف چند نمایاں شخصیات تک اپنی بحث محدود رکھی۔ زیر نظر مقالہ انہی انگریزی زبان کے مورخین کی تصانیف کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ دکنی ادب کو اردو ادبی تاریخ میں کس انداز سے پیش کیا گیا، اس کے بارے میں کون سے اختلافات پائے جاتے ہیں، اور ان آرائے دکنی ادب کی تاریخی و ادبی حیثیت کے تعین میں کیا کردار ادا کیا ہے۔

تعارف

یہ بات ہمیشہ سے اہم رہی ہے کہ اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے مورخین نے دکنی ادب کو مختلف انداز میں برتا ہے۔ بعض نے دکن کی شاعری کو علیحدہ شاعری کے حصہ میں رکھا ہے تو بعض نے شاعری اور نثر کو ایک ہی باب میں بیان کر دیا ہے۔ چند مورخین نے بہمنی سلطنت کو جدا باب میں جگہ دی ہے اور گو لکنڈہ اور بیجا پور کے ادب کے

لیے علیحدہ باب مختص کیے ہیں کچھ مورخین نے چیدہ چیدہ ادبی شخصیات کے حالات زندگی اور کچھ نمونہ کلام بھی پیش کیا ہے اور کچھ نے غیر اہم شعر کو بھی شامل کر دیا جن کا حتیٰ کہ کلام کو کوئی نمونہ بھی دستیاب نہیں۔ دکنی ادب کے حوالے سے محی الدین قادری زور نے "دکنی ادب کی تاریخ" کے مقدمہ میں تحریر کیا ہے،

"قدیم دکنی ادب کی تاریخ میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب سے تیس سال قبل جب میں نے 1928ء میں "اردو شہ پارے کے نام سے ایک کتاب مرتب کی تھی نہ دکنی ادب کا چرچا تھا نہ عام اردو دانوں کو معلوم تھا اردو زبان میں تین چار سو سال قبل اتنا اعلیٰ درجہ کی نظم و نثر لکھی گئی ہوگی" (1) یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اردو ادب کی اصل ابتدا دکن کے ادب سے ہی ہوتی ہے جیسا کہ ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے تحریر کیا ہے کہ،

"بہمنی سلطنت دکن میں اردو ادب کی پہلی تخلیقی تجربہ گاہ تھی" (2)

دکنی ادب کی تاریخ اور اس کے مختلف مراحل کے تعین کے سلسلے میں مورخین کے درمیان مکمل اتفاق رائے نہیں پایا جاتا۔ مختلف محققین نے اپنے اپنے تحقیقی نقطہ نظر اور تاریخی شواہد کی بنیاد پر دکنی دور کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ ان تقسیمات کا مقصد دکن میں اردو زبان و ادب کے ارتقائی مراحل کو واضح کرنا اور ہر دور کی ادبی خصوصیات کو نمایاں کرنا ہے۔ اس ضمن میں نصیر الدین ہاشمی کی تقسیم ادوار کو خاص اہمیت حاصل ہے، جنہوں نے اردو زبان کی ابتدا اور ارتقا کو مد نظر رکھتے ہوئے دکنی ادب کی تاریخ کو چار ادوار میں تقسیم کیا ہے:

پہلا دور: بہمنی دور

747ھ تا 900ھ

دوسرا دور: قطب شاہی و عادل شاہی دور

901ھ تا 1100ھ

تیسرا دور: مغلیہ دور

1101ھ تا 1136ھ

چوتھا دور: سلطنت آصفیہ اور اردو

1136ھ تا 1220ھ

نصیر الدین ہاشمی کی یہ درجہ بندی سیاسی اور ادبی دونوں حوالوں سے اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ اس کے ذریعے دکن میں اردو زبان کے تدریجی ارتقا اور مختلف حکمران خاندانوں کے ادبی اثرات کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ بہمنی دور میں اردو کے ابتدائی نقوش نمایاں ہوتے ہیں، جبکہ قطب شاہی اور عادل شاہی عہد میں دکنی ادب اپنی تخلیقی معراج کو پہنچتا ہے۔ مغلیہ دور میں شمالی ہند اور دکن کے ادبی روابط مستحکم ہوتے ہیں، جبکہ آصف جاہی عہد میں اردو زبان مزید ترقی اور استحکام حاصل کرتی ہے۔ (3)

اردو ادب کی پہلی تاریخ کی کتاب میں رام بوبو سکسینہ نے دکنی ادب پر خاص توجہ نہ دی ہے۔ انھوں نے انتہائی مختصر لکھا ہے ان کے چوتھے باب کا عنوان ہے،

The Deccan School of Early Urdu Poetry

اگرچہ اس باب کے آغاز میں انھوں نے کہا ہے کہ،

"Dakhni is a form of Hindustani used by Musulmans in the Deccan" (4)

ابتدا میں انھوں نے اردو اور دکنی زبان کے فرق کے جاننے کی کوشش کی ہے۔ دکنی زبان کا خط نستعلیق اردو کی طرح ہے لیکن فرق یہ ہے کہ اس میں فارسی کے الفاظ زیادہ نہیں پائے جاتے۔ سکسینہ نے اس دور کے سنین عیسوی کی بجائے ہجری میں تحریر کیے ہیں۔ چھ صفحات پر مشتمل اس باب میں گو لکنڈہ کے صرف آٹھ شعر اکرام کا تذکرہ کیا ہے جن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ پر نسبتاً تفصیل سے لکھا ہے۔ غواصی کی مثنوی "طلو علی نامہ" کا مفصل ذکر ہے۔ باقی سلطان عبداللہ قطب شاہ، ابن نشاٹی، تحسین الدین، عبدالحسن قطب شاہ اور طباعی پر انتہائی مختصر لکھا ہے۔ ملا وجہی کی "سب رس" کو کافی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بیجا پور کے شاعروں میں ابراہیم عادل شاہ، علی عادل شاہ، ہاشمی، دولت، فیض پر انتہائی مختصر لکھا ہے جب کہ نصرتی کی مثنویوں "علی نامہ" گلشن عشق" اور گل دستہ عشق پر آدھے صفحے میں سمیٹ دیا ہے اور اسی طرح ولی دکنی کے لیے تین صفحات مختص کیے ہیں جو کہ دکنی ادب کے کل صفحات کا نصف ہیں۔ انھوں نے ولی کے اصل نام سے متعلق اختلافات کا ذکر کیا ہے۔ چند مورخین کا خیال ہے کہ ان کا نام شمس الدین اور تخلص ولی ہے اور چند نے ولی نام اور

شمس الدین لقب بتایا ہے اور بعض نے ولی تخلص بتایا ہے۔ سکینہ نے ولی کے بارے میں بتایا کہ انھوں نے دلی کے دو سفر کیے۔ ان میں سے ایک 1700ء میں شہنشاہ اورنگ زیب کے دور میں جب کہ دوسرا سفر 1722ء میں محمد شاہ کے عہد میں کیا۔ دوسرے سفر میں وہ اپنے ساتھ اپنا دیوان بھی لائے جس کی مقبولیت قرب وجوار میں پھیل گئی۔ ولی نے شہداء کربلا کی عقیدت میں ایک مثنوی "وہ مجلس" بھی لکھی۔ اس طرح رام بابو سکینہ نوری، فائز، مرزا اور شاہی کاترکہ کیا جب کہ ان کے بارے میں مترجم محمد عسکری نے مختصر تحریر کیا ہے۔

گراہم بیللی نے دوسرے باب کے حصہ دوم کا عنوان

The First Literary Period of Urdu in The Deccan (A.D. 1590-1730)

رکھا ہے جس کو انھوں نے مزید تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اپنے بیان کے برعکس انھوں نے اس دور کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ انھوں نے ابتدا میں چند شعر اکا ذکر کیا ہے جن کی تعداد سات ہے جیسا کہ، گو لکنڈہ: محمد قلی قطب شاہ، وجہی، خواصی، ابن نشاطی اور طبعی بیجاپور: رستی، نصرتی اور مرزا بیجاپور: رستی، نصرتی اور مرزا

۱۶۸۷ء تا ۱۷۳۰ء: ولی اور سراج۔ ان میں ولی بڑا شاعر تھا

بیللی نے اس حصہ کو 15 صفحات دیے ہیں۔ ابتدائی حصہ میں سات بڑے شاعروں کا فہرست میں ذکر کیا ہے لیکن بعد میں تفصیل میں 22 شاعروں کا ذکر موجود ہے جن میں وہ نام بھی شامل ہیں جن کے کلام کا کوئی حصہ بھی دستیاب نہ ہو سکا اور جن کو بڑے مورخین اپنی تاریخوں میں جگہ نہ دی۔ ان میں نوری، احمد دکنی وغیرہ۔ قلی قطب شاہ اور ملا وجہی کے کلام کے انگریزی میں نمونہ کلام دیے ہیں۔ عادل شاہی دور کے 13 شعر اکرام کا ذکر موجود ہے جن میں غیر معروف مرزا، شاہ ملک، سیوا آف گلبرگ، شاہ محمد قادری وغیرہ شامل ہیں۔ مغل کے زیر اثر شعرا میں 17 شعر اکا بابت بات کی ہے جن میں شاہ حسین ذوقی، قاضی محمد بہاری، امین، عارف الدین اور شاہ بیر اللہ مجرمی کا کسی اور تاریخ میں ذکر نہیں ملتا۔ دکن میں ولی کے نوجوان ہم عصروں میں 17 شعر اکا ذکر ہے۔ جن میں قادر، سید اشرف، یتیم احمد ابرہان پور، معتبر خان عمر اور غلام قادر سامی غیر معروف شاعر ہیں۔ یہ ادبی تاریخ نویسی کے اصولوں کے خلاف ہے کہ ایسے شعر اکا ذکر کر دینا جو ناصاحب کتاب ہیں نہ صاحب دیوان ہیں اور نہ ہی ان کے کلام کا کوئی نمونہ دستیاب ہو سکا۔ اس طرح بیللی نے 104 صفحات کی اس مختصر تاریخ میں 69 دکنی شعر اکا ذکر کیا ہے جو کسی بھی تاریخ کی کتاب سے زیادہ شعرا کی تعداد ہے۔ اس باب میں بیللی نے قطب قلی شاہ کی تین اور ملا وجہی کی دو نظموں کے انگریزی تراجم بھی پیش کیے ہیں۔ جن میں سے قطب قلی شاہ کی نظم "Life in Love" سے دو مصرعے پیش کیے جاتے ہیں،

"1. Without the loved on wine cannot be drunk,

Nor without her one moment life be lived.

2. They said: Show patience absent from your love,

They can be said, but surely not be done" (5)

اس باب کے دوسرے حصے "دکن میں پہلا ادبی دور (۱۵۹۰ء تا ۱۷۳۰ء) کو انھوں نے چار عنوانات کے ساتھ پیش کیا ہے۔

۱۔ قطب شاہی شعراء

۲۔ عادل شاہی شعراء

۳۔ دکن میں اردو مغلوں کے عہد میں (۱۶۸۷ء تا ۱۷۳۰ء)

۴۔ دکن میں ولی کے خورد معاصرین

☆ قطب شاہی شاعر:

بیللی نے اس حصہ کو ۸ صفحات دیے ہیں۔ اس حصہ میں ۲۳ شاعروں کا ذکر موجود ہے۔ ان میں نوری نام کے دو شاعروں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس حصہ میں وہ نام بھی شامل ہیں جن کے کلام کا کوئی حصہ بھی دستیاب نہ ہو سکا اور جن کو بڑے مورخین اپنی تاریخوں میں جگہ نہ دی۔ ان میں نوری، احمد دکنی وغیرہ۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بلی نے خواصی کی مثنوی "سیف الملوک و بدیع الجمال" میں ۱۴ ہزار سطور (سات ہزار اشعار) لکھے ہیں۔ لیکن موجودہ نسخوں میں دو ہزار سے بھی کم ہیں۔

☆ عادل شاہی شعرا

قطب شاہی شعراء کے بعد عادل شاہی شعراء کے بارے میں لکھا ہے۔ اس دور کے ۱۳ شعرا کرام کا ذکر موجود ہے جن میں غیر معروف مرزا، شاہ ملک، سیوا آف گلبرگ، شاہ محمد قادری وغیرہ شامل ہیں۔ اس دور میں سرفہرست ابراہیم عادل شاہ ثانی ہیں۔ ان کی "نورس نامہ" کو موسیقی کی کتاب لکھا ہے۔ یہ درست نہ ہے۔ یہ ابراہیم کے گیتوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں ہر گیت کے ساتھ اس راگ کی صراحت کر دی گئی ہے۔ مولوی عبدالحق نے یہاں بھی کچھ درستی کی ہے،

"نورس کی زبان دکنی نہیں ہندی ہے۔ یہ بھی اردو شہ پارے کی غلط نقل کا نتیجہ ہے" (6)
ص ۲۸ پر ملک خوشنود کی مثنوی کا نام بہرام "لکھا ہے لیکن اسے عموماً "ہشت بہشت" کہا جاتا ہے
لیکن سخاوت مرزانے اس کی تصحیح کر کے اس کا نام "جنت سنگار" لکھا ہے" (7)
قطب شاہی شعراء اور عادل شاہی شعراء کے بعد ذیلی عنوان،
☆ مغل کے زیر اثر شعرا

Literature under the Mughal

کے نام سے ہے۔ مغل کے زیر اثر شعرا میں ۲۰ شعرا کی بابت بات کی ہے جن میں شاہ حسین ذوقی، محمد بیگ آف بیجا پوری، امین، فخری اور شاہ بیر اللہ مجرمی کا انگریزی میں لکھی ہوئی اردو ادب کی کسی اور تاریخ میں ذکر نہیں ملتا۔
اس باب کا آخری ذیلی عنوان ہے،
☆ ولی کے ہم عصر

Vali' Younger Contemporaries

دکن میں ولی کے نوجوان ہم عصروں میں ۷ شعرا کا ذکر ہے۔ جن میں قادر، سید اشرف اشرف، ہتیم احمد ابراہان پور، معتبر خان عمر اور غلام قادر سامی غیر معروف شاعر ہیں۔

محمد صادق نے دکنی ادب کے لیے تیسرا اور چوتھا باب مختص کیا ہے۔ تیسرے باب کا عنوان ہے،

Urdu Literature in Golkonda and Bijapur

اس باب کے لیے دس صفحات مختص کیے ہیں جس میں چھ شاعروں کا ذکر ہے جن میں نصرتی، رستی، محمد قلی قطب شاہ، وجہی، غوصی اور ابن نشاطی۔ اس باب میں قلی قطب شاہ پر انتہائی مختصر لکھا ہے آدھے صفحے سے بھی کم جگہ دی ہے البتہ نصرتی اور وجہی پر تفصیل سے لکھا ہے۔ نصرتی کے "خاور نامہ" علی نامہ " اور "تذکرہ سکندری" کی وضاحت کی ہے۔ چوتھا باب صرف ولی کے لیے مخصوص کیا ہے جسے تیراں صفحے دیے ہیں۔ ولی لے کلام کے بے شمار نمونہ کلام دیے ہیں جیسا کہ

"اس گدا کا دل لیادلی نے چھین جاہو کوئی محمد شاہ سون" (8)

رافرسل نے اپنی تاریخ کا آغاز اٹھارویں صدی سے کیا ہے اس لیے اس نے دکنی ادب کی بابت کوئی بات نہ کی ہے۔

علی جو ازیدی نے تیسرے باب میں دکنی اردو کا ذکر کیا جس کے لیے کل 21 صفحات مختص کیے ہیں۔ اس باب کی ابتدا میں زیدی نے ایک اہم واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس نے اردو ادب کی سمت ہی بد دی۔ ان کا کہنا ہے کہ،

"Then all of sudden an event of far reaching significance occurred, In 1326,, Mohammad Tughlaq issued a fiat for the en masse exodus of Delhi population to new capital Daulatabad (Deogiri) in the South and transplanted it in that predominantly Dravdian region"(9)

اس باب میں زیدی نے بہمنی سلطنت اور بعد از گوکنڈہ، بیجاپور اور ملحقہ علاقوں پر مشتمل اردو ادب کو ایک باب میں سمیٹنے کی کوشش کی ہے جس پر صائمہ ارم کا اعتراض سامنے آیا ہے،

"در اصل مصنف کے پیش نظر دکن اور اس کے گرد و نواح اور دیگر خطوں میں لکھے گئے اردو ادب کے ابتدائی نمونے ہیں، جن کو وہ ایک باب میں سمیٹ دینا چاہتے ہیں۔ یہ امر قابل اعتراض ہے کیوں کہ بہمنی سلطنت اور بعد از تقسیم گوکنڈہ اور بیجاپور میں تخلیق پانے والا قابل ذکر ادبی سرمایہ بجائے خود الگ ابواب کا مستحق ہے" (10)

اس باب کے دوسرے صفحہ پر "Official Language" کے زیر عنوان تحریر کیا ہے کہ،

"It has been claimed that Dakkni (Deccani) was made the official language by the Bahmni kingdom by its founder,' Alauddin Hasan Bahman Shah and later by Ibrahim Adil Shah of Bijapur" (11)

عادل شاہی دور کے چھ شعر کا ذکر کیا ہے جن ابراہیم عادل شاہ، رستمی، ملک خوشنود، مقیمی، احمد گجراتی اور علی عادل شاہ دوم شامل ہیں۔ صرف مقیمی کا نمونہ کلام دیا ہے۔ قطب شاہی دور کے شعر میں صرف چار کا ذکر موجود ہے جن میں قطب قلی شاہ، ملاں اسد اللہ وجہی، غواصی اور ابن نشاطی شامل ہیں۔ ابن نشاطی پر صرف چار سطریں لکھی ہیں۔ ملاں وجہی اور غواصی پر تفصیل سے لکھا ہے اور ان کے نمونہ کلام اردو اور انگریزی دونوں میں دیے ہیں۔ قلی قطب شاہ پر صرف آدھے صفحے کا بیان ہے۔ ولی سے پہلے "گجرات میں" کے عنوان میں چند گجراتی شعر کے نام درج کیے ہیں جن میں قاضی محمود دریائی، شیخ محمد امین، ہاشم علی، حضرت بہا الدین بھجن، احمد گجراتی، میر عبدالقادر سرفہرست ہیں۔ اس کے بعد چار صفحات پر مشتمل ولی کا بیان ہے۔ جس میں ان کا نمونہ کلام معہ انگریزی ترجمہ کے دیا ہے۔ ولی لے بعد کے شعر میں صرف دو شعر اکا ذکر ہے جن میں حسن شوقی اور سراج الدین سراج آف اورنگ زیب آباد شامل ہیں۔

اکیس صفحات پر مشتمل اس باب کو زیدی نے مزید آٹھ ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے،

1- سرکاری زبان

2- ابتدائی دکنی تخلیقات

3- تین اہم مراحل

4- سب رس

5- گجرات میں

6- ولی

7- بعد از ولی دور

8- نثر

زیدی نے اس باب میں عمومی انداز سے ہٹ کر دکن کے گرد و نواح کو بھی اس باب میں شامل کیا ہے اور گجرات کے ادب کو بھی شامل کیا ہے۔ انہوں نے بہمنی سلطنت اور اس کی تقسیم کے بعد گوکنڈہ اور بیجاپور میں تخلیق ہونے والے ادب کو یکجا کر دیا ہے جبکہ اسے علیحدہ باب میں رکھنا زیادہ بہتر ہوتا۔ زیدی کو گجرات کے ادب کے لیے علیحدہ باب مختص کرنا چاہیے تھا کیوں کہ گجرات کا ایک جدا شخص ہے۔ جس طرح ڈاکٹر جمیل جالبی نے گجری ادب، بہمنی دور، گوکنڈہ اور بیجاپور کے ادب کے لیے علیحدہ ابواب دیے ہیں زیدی کو بھی گجرات کے ادب کو دکنی ادب کے ساتھ یکجا نہیں کرنا چاہیے تھا۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا بحث و تجزیے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ انگریزی زبان میں اردو ادب کی تاریخ لکھنے والے مورخین کے ہاں دکنی ادب کی حیثیت، اہمیت اور ادبی قدر و قیمت کے تعین کے حوالے سے نمایاں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ بعض مورخین نے دکنی ادب کو اردو زبان و ادب کی بنیاد اور اس کے ابتدائی تخلیقی سرمائے کا اہم حصہ قرار دیتے ہوئے اس پر نسبتاً تفصیلی گفتگو کی ہے، جبکہ بعض نے اسے محض ایک ابتدائی مرحلہ سمجھ کر مختصر انداز میں بیان کیا یا اس کے متعدد اہم پہلوؤں کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اس اختلاف کی بنیادی وجہ مورخین کے تحقیقی مناہج، دستیاب ماخذ، ادبی رجحانات اور تاریخی نقطہ نظر کا تفاوت معلوم ہوتا ہے۔ دکنی ادب چونکہ اردو زبان کی ابتدائی ادبی روایت کا نمائندہ ہے، اس لیے اس کے بارے میں مورخین کی آرا اور ادبی تاریخ نویسوں کے مجموعی رجحانات کو بھی نمایاں کرتی ہیں۔ زیر مطالعہ مورخین میں رام بابو سکسینہ نے دکنی ادب کا نسبتاً مختصر جائزہ پیش کیا اور اپنی توجہ زیادہ تر ولی دکنی پر مرکوز رکھی، جبکہ گراہم بیلی نے اپنی مختصر تاریخ میں دکنی شعر کی سب سے زیادہ تعداد کو

شامل کر کے اس ادبی روایت کے تحفظ اور تعارف کی ایک منفرد کوشش کی۔ اگرچہ پہلی نے بعض ایسے شعر کا بھی ذکر کیا ہے جن کے کلام کے نمونے دستیاب نہیں، تاہم ان کا یہ طرز عمل دکنی ادب کے وسیع دائرہ اثر کو نمایاں کرنے کی کوشش کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔ محمد صادق نے بڑی حد تک سکسینہ کی روایت کو آگے بڑھایا اور دکنی ادب کے بارے میں کوئی نمایاں نئی تحقیق پیش نہیں کی، جبکہ رالف رسل نے اپنی تاریخ کا آغاز اٹھارویں صدی سے کیا، جس کے باعث دکنی دور ان کے مطالعے سے خارج رہا۔ اس کے برعکس علی جواد زیدی نے دکنی ادب کے مختلف پہلوؤں کو زیادہ تفصیل سے بیان کرنے کی کوشش کی اور بعض نئے مباحث کو شامل کیا، تاہم دکن، گجرات اور دیگر علاقوں کے ابتدائی اردو ادب کو ایک ہی باب میں سمودینے سے ان کی درجہ بندی پر بعض محققین نے اعتراض بھی کیا ہے۔

اس تحقیق سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اگرچہ دکنی ادب کی پیش کش اور اس کی درجہ بندی کے حوالے سے مورخین کے درمیان اختلافات موجود ہیں، لیکن ایک نکتہ ایسا ہے جس پر تقریباً تمام مورخین متفق نظر آتے ہیں اور وہ ولی دکنی کی غیر معمولی ادبی اہمیت ہے۔ ہر مورخ نے کسی نہ کسی انداز میں ولی دکنی کو دکن اور شمالی ہند کی ادبی روایت کے درمیان ایک مضبوط پل قرار دیا ہے اور ان کے ادبی کردار کو خصوصی توجہ دی ہے۔ مزید برآں، تحقیق کے دوران یہ امر بھی سامنے آیا کہ بعض مورخین سے تاریخی سنیں، ادبی شخصیات اور کتب کے ناموں کے حوالے سے چند اغلاط سرزد ہوئی ہیں جن کی نشاندہی بعد کے محققین، خصوصاً مولوی عبدالحق، گیان چند جین اور دیگر ناقدین نے کی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ دکنی ادب اردو ادبی تاریخ کا ایک نہایت اہم باب ہے جسے انگریزی زبان کے مورخین نے مختلف زاویوں سے دیکھا اور پیش کیا، اور انہی مختلف تعبیرات کے مطالعے سے دکنی ادب کی حقیقی تاریخی و ادبی اہمیت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔

حوالہ جات:

- 1- محی الدین قادری زور، دکنی ادب کی تاریخ، اردو مرکز لاہور، جون 1960، مقدمہ
- 2- ڈاکٹر تبسم کاشمیری، اردو ادب کی تاریخ، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2020، ص 70
- 3- نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی، 1985، ص 42
4. Ram Babu, Saksena, A History Of Urdu Literature, Ram Narain Publishers, 1940. P32
5. Graham Bailey, A History of Urdu literature, London: Oxford University Press, 1932, P.21
- 6- عبدالحق، مولوی۔ (سن ندارد)۔ تنقیدات عبدالحق، حیدرآباد دکن: (طبع دوم) جامع محمد تراب علی خان باز، ناشر عزیز احمد ٹی، ص 158
- 7- مرزا، سخاوت۔ (۱۹۶۱)۔ تاریخ ادب اردو، کراچی: جلد اول، مرتبہ عبد القیوم، ص ۳۸۶
8. Muhammad Sadiq, A History of Urdu Literature, Oxford University Press, 1964, P60
9. Ali Jawad Zaidi, A History of Urdu Literature, New Delhi: Sahttiya Akademi, 1993, P 36
- 10- صائمہ ارم، تاریخ ادب اردو، (انگریزی) مصنف علی جواد زیدی کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ، بنیاد، جلد 8، 2017، ص 84
11. Ali Jawad Zaidi, A History of Urdu Literature, New Delhi: Sahttiya Akademi, 1993, P 37